سولھواں باب

سفر میں سنت ونفل

مسافر کو بحالت سفر صرف فرض نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے کہ چار رکعت فرض دو پڑھے۔فرض کے علاوہ تمام نفل وسنت، وتر گھر کی طرح پورے پڑھے۔ان نمازوں کا جو حکم گھر میں ہے۔وہ ہی سفر میں ہے۔نہ تو ان میں قصر ہے نہ یہ منع ہیں نہ بالکل معاف۔مگر غیر مقلد وہابی سفر میں نفل نہ خود پڑھتے ہیں۔نہ اوروں کو پڑھنے دیتے ہیں۔بعض تو اس میں بہت سخت ہیں۔اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔پہلی فصل میں اس مسئلہ کا شرعی ثبوت دوسری فصل میں اس پر وہابیوں کے اعتراضات مع جوابات،حق تعالیٰ قبول فرماوے۔

پہلی فصل

سفر میں سنت،وتر، نفل پوری پڑھو

مسافر صرف چار رکعت فرض میں قصر کرے۔باقی ساری نماز پوری پڑھے۔اسے روکنا یا منع کرنا سخت جرم ہے۔دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ارء یت الذی ینھٰیo عبدا اذا صلیo (علق:۱۰)

ترجمہ: کیا آپ نے اس مردود کو دیکھا جو بندہ مومن کو روکتا ہے۔جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نماز سے روکنا کفار کا طریقہ ہے اور رب تعالیٰ کو بہت ناپسند۔اس ہی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص وقت مکروہ میں نماز پڑھنے لگے تو اسے نہ روکو،تاکہ اس آیت کی زد میں نہ آجاؤ۔جب نماز پڑھ چکے تو مسئلہ بتادو۔(شامی وغیرہ)

اس سے وہابیوں کو عبرت پکڑنا چاہیے جو مسافر مسلمانوں کو سنت ونفل سے بہت سختی سے روکتے ہیں۔بلکہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔آخر وہ نماز ہی تو ہے اس سے اتنی چڑ کیوں ہے۔

(۲) رب تعالیٰ کفار مکہ کے عیوب اس طرح بیان فرماتا ہے:

ولا تطع کل حلاف مھینo ھماز مشآء بنمیمo مناع للخیر معتداثیمo (القلم ۱۰،۱۲)

ترجمہ: اس کی بات نہ مانو جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا حد سے آگے بڑھنے والا گنہگار ہے۔

معلوم ہوا کہ لوگوں کو بھلائی سے روکنا کا طریقہ ہے۔ان کی بات ہرگز نہ ماننا چاہیئے۔مسلمانوں کو بھلائیوں سے روکنا وہابیوں کی زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔سینما، جوئے اور شراب سے نہیں چڑتے۔ چڑتے ہیں تو کس سے؟ سفر میں سنت،نفل نماز پڑھنے سے۔کوئی مسلمان ان کی بات ہرگز نہ مانے۔اس آیت پر عمل کرے۔

(۳) رب تعالیٰ مومنوں کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعرووف ونھوا عن المنکرo (حج:۴۱)

ترجمہ: مومن وہ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں سلطنت دے دیں تو نمازیں قائم کریں، اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔

اگر خدانہ کرے زمین میں وہابیوں کی سلطنت ہوجاوے تو لوگوں کو کس چیز سے روکیں؟ سفر میں سنت ونفل نماز پڑھنے سے، اللہ کے ذکر کی مجلسوں سے، میلاد شریف ختم و فاتحہ وتلاوت قرآن سے، کن چیزوں کا حکم دیں؟ گندے کنوؤں سے وضو کرنے کا، کوے، خصیے کھانے کا، لڑکے کے پیشاب اور منی کے پاک سمجھنے کا، اپنے نطفے کی زنا کی لڑکی سے نکاح کرلینے کا۔جیسا کہ ہم آخر کتاب میں وہابیوں کے خصوصی مسائل بیان کریں گے۔

حدیث ۴ تا ۵: ترمذی شریف اور طحاوی شریف نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔مگر قدرے لفظی اختلاف سے:

قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحضر والسفر فصلیت معہٗ فی الحضر الظھر اربعا وبعدھا رکعتین وصلیت معہٗ فی السفر الظھر رکعتین وبعدھا رکعتین والعصر رکعتین ولم یصل بعدھا شیئا والمغرب فی الحضر والسفر سواء ثلٰث رکعات ولا ینقص فی حضر ولا سفر وھی وتر النھار وبعدھا رکعتینo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ وطن اور سفر میں نمازیں پڑھی ہیں پس میں نے

آپ کے ساتھ وطن میں ظہر چار رکعت پڑھی اس کے بعد دو رکعت سنت اور آپ کے ساتھ سفر میں ظہر دو رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعتیں سنت، عصر دو رکعت اس کے بعد کچھ نہ پڑھا۔ اور مغرب وطن و سفر میں برابر تین رکعتیں، اس میں کمی نہ فرماتے تھے، وطن میں نہ سفر میں کہ وہ دن کے وتر ہیں۔ اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھیں۔

طحاوی شریف میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں:

وصلی العشآ رکعتین وبعدھا رکعتین٥

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد دو رکعتیں۔

دیکھو نبی کریم ﷺ نے سفر میں ظہر کے فرض دو اور بعد میں سنت دو مغرب کے فرض تین اور بعد میں سنتیں دو۔ عشاء کے فرض دو اور بعد میں سنتیں دو پڑھیں۔ اگر سفر میں سنت یا نفل پڑھنا ممنوع ہوتا تو سرکار پرانور ﷺ کیوں پڑھتے، یہ وہابی سنت سے چڑتے ہیں۔

حدیث ٦ تا ٧: ابوداؤد و ترمذی نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانیۃ عشر سفرا فما رایتہٗ ترک رکعتین اذا زاغت الشمس قبل الظھر٥

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سفر کئے۔ میں نے آپ کو نہ دیکھا کہ آپ نے آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کے پہلے کے دو نفل چھوڑے ہوں۔

حدیث ٨: ابوداؤد شریف نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سافر و اراد ان یتطوع استقبل القبلۃ بناقتہٖ فکبر ثم صلی٥

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر کرتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی ناقہ کو کعبہ کی طرف متوجہ فرما دیتے۔ پھر تکبیر کہہ کر نفل پڑھتے۔

حدیث ٩ تا ١٠: مسلم و بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی السفر علٰی راحلتہٖ حیث توجھت

بہٖ یومی ایماء صلوٰۃ اللیل الا الفرائض ویوتر علٰی راحلتہٖo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر میں اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے جدھر بھی اس کا منہ ہوتا۔ آپ اشارے سے نماز پڑھتے تہجد کی نماز سوائے فرض کے۔ وتر بھی سواری پر پڑھتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سفر میں راستہ طے کرتے ہوئے نماز تہجد بھی پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ لوگ ٹھہرے ہوئے مسافر کو سنت مؤکدہ تک سے روکتے ہیں:

حدیث۱۱: مؤطا امام مالک میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال ان عبداللہ ابن عمر کان یرٰی ابنہٗ عبید اللہ یتنفل فی السفر فلاینکر علیہo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ بے شک عبداللہ ابن عمر اپنے فرزند عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے تھے تو آپ منع نہ فرماتے تھے۔

حدیث۱۲: ترمذی شریف نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظھر فی السفر رکعتین وبعدھا رکعتین رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسنo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث۱۳تا۱۴: مسلم و ابوداؤد نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سفر میں تعریس کی رات نماز صبح قضاء ہو جانے کی بہت دراز حدیث روایت کی جس کے بعض الفاظ یہ ہیں:

صلی رکعتین قبل الصبح ثم صلی الصبح کما کان یصلیo

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فجر کی سنتیں فرض سے پہلے پڑھیں پھر فجر کے فرض پڑھے جیسے ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث۱۵تا۱۸: بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد نے حضرت ابن ابی یعلٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال ما اخبرنا احد انہٗ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الضحٰی غیر ام ھانی ذکرت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکۃ اغتسل فی بیتھا فصلی ثمان

رکعات o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت ام ہانی کے سوا اور کسی نے یہ خبر نہ دی کہ اس نے حضور ﷺ کو نماز چاشت پڑھتے دیکھا۔ ام ہانی فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے ان کے گھر میں غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نفل نماز چاشت پڑھیں۔

دیکھو فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظّمہ میں مسافر ہیں۔ اس کے باجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بہن ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر میں نماز چاشت آٹھ رکعت پڑھی، حالانکہ نماز چاشت نفل ہے۔

حدیث۱۹: ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الحضر و صلوٰۃ السفر فکنا نصلی فی الحضر قبلها و بعدها و کنا نصلی فی السفر قبلها و بعدها o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وطن میں بھی نماز فرض ادا فرمائی اور سفر میں بھی، ہم وطن میں فرض نماز سے پہلے اور بعد نفل پڑھتے تھے اور سفر میں بھی فرض سے پہلے اور بعد نفل پڑھتے تھے۔

حدیث۲۰: بخاری شریف نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی التطوع وھو راکب فی غیر القبلۃ o

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سواری پر غیر قبلہ کی طرف نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔

یہ بیس حدیثیں بطور نمونہ پیش کی گئیں اگر زیادہ احادیث دیکھنا ہوں تو صحیح البہاری مشکوٰۃ شریف کا مطالعہ کریں۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ سفر میں سنت و نفل کی نہ تو معافی ہو اور نہ قصر، چند وجہ سے: ایک یہ کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج کی رات نمازیں دو دو رکعت فرض کی گئیں۔ پھر سفر میں تو وہی ہی دو رہیں حضر میں بعض نمازوں میں زیادتی کردی گئی۔ اور ظاہر ہے کہ معراج میں فرض نمازیں ہی لازم کی گئی تھیں۔ نہ کہ سنت و نوافل وغیرہ۔ لہٰذا قصر صرف فرض میں ہوا نہ کہ نفل و سنت میں۔

دوسرے یہ کہ بحالت سفر فرض نماز میں بہت پابندی ہے کہ سواری پر، چلتی ریل میں، غیر قبلہ کی طرف ادا نہیں ہوسکتی، سنت و نفل میں یہ کوئی پابندی نہیں، سواری پر، غیر قبلہ کی طرف بھی ادا ہوجاتی ہیں، فرض کے لئے مسافر کو سفر توڑنا پڑتا ہے جس سے دیر لگتی ہے۔ اس لئے وہ نماز آدھی کردی گئی۔ چونکہ سنت و نفل کے لئے سفر توڑنا نہیں پڑتا، سواری پر ادا

ہو جاتی ہے۔اس لئے نہ تو ان میں قصر کی ضرورت ہے، نہ معافی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ سمجھنا جب سفر میں فرض کم ہو گئے تو سنتیں بھی کم ہونی چاہئیں، غلط ہے، دیکھو جمعہ کے فرض بجائے چار کے دو رکعت ہیں، مگر سنت کوئی کم نہیں ہوئی۔فرض علیحدہ نماز ہے اور سنت و نفل علیحدہ۔یعنی سنت و نفل فرض کی ایسی تابع نہیں کہ اگر فرض پورے پڑھے جاوے تو سنتیں بھی پوری ہوں اور اگر فرض میں قصر ہو تو سنتوں میں بھی قصر ہو یا بالکل معاف ہو جاویں۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

غیر مقلد وہابیوں کے پاس اس مسئلہ پر بہت ہی تھوڑے دلائل ہیں۔جنہیں وہ ہر جگہ الفاظ بدل کر بیان کرتے ہیں، ہم ان کی وکالت میں ان کے سوالات کے جوابات پیش کرتے ہیں۔

اعتراض ا: مسلم و بخاری وغیرہ نے حضرت حفص ابن عاصم سے روایت کی:

قال صحبت ابن عمر فی طریق مکۃ فصلی لنا الظھر رکعتین ثم جآء رحلہٗ وجلس فرای ناساً قیاماً فقال مایصنع ھؤلاء قلت یسبحون قال لو کنت مسبحا اتممت صلوٰتی صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان لا یزید فی السفر علٰی رکعتین و ابابکر و عمر و عثمان کذالک o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ معظّمہ کے راستہ میں تھا تو آپ نے ہم کو نماز ظہر دو رکعت پڑھائیں، پھر آپ اپنی منزل پر تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو کچھ لوگوں کو کھڑا ہوا دیکھا۔ فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نفل پڑھ رہے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو نماز ہی پوری پڑھتا۔میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تو آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور میں نے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی دیکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں نفل و سنت پڑھنا سنت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و سنت خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔اس لئے مسافر دو رکعت فرض پڑھے باقی کچھ نہ پڑھے۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ اس حدیث سے

یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین نے سفر میں کہیں دو فرض سے زیادہ نہ پڑھے، اور تم کہتے ہو کہ مسافر چاہئے قصر پڑھے یا پوری۔ تم نے پوری نماز پڑھنے کا حکم اس حدیث کے خلاف کیوں دیا۔

دوسرے یہ کہ آپ کی اس حدیث سے نفل نہ پڑھنا ثابت ہے اور ہماری پیش کردہ بہت سی احادیث سے نفل پڑھنا ثابت ہوا، تو آپ ان بہت سی احادیث کے مقابل صرف اس ایک حدیث پر کیوں عمل کرتے ہیں۔ ان احادیث پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ صرف نفسانی خواہش کی وجہ سے کہ نفس امارہ پر نماز بھاری ہے۔

تیسرے یہ کہ خود سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ احادیث ہم پہلی فصل میں پیش کر چکے جن میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور ﷺ کو سفر میں سواری پر نفل پڑھتے دیکھا، پھر ان ثبوت کی احادیث کو آپ نے کیوں نہ قبول کیا؟ صرف ایک اسی حدیث پر ہی کیوں عمل کیا؟ کیا نماز کم کرنے کا شوق ہے۔

چوتھے یہ کہ جب ثبوت و نفی میں تعارض ہو، تو ثبوت کو نفی پر ترجیح ہوتی ہے۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دو روایتیں ہیں، ثبوت نفل کی بھی اور نفی کی بھی، تو ثبوت کی روایت قابل عمل ہوگی نہ کہ نفی کی۔ دیکھو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جسمانی معراج نہیں ہوئی۔ دیگر صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہوئی، آج تمام دنیا معراج جسمانی کی قائل ہے، کیوں؟ اس لئے کہ ثبوت نفی پر مقدم ہے۔

پانچویں یہ کہ جب احادیث میں تعارض نظر آئے، تو ان کے ایسے معنی کئے جاویں، جن سے تعارض دور ہو جاوے، جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں تعارض ہے، تو تمہاری اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نفل نماز اہتمام سے پڑھنا، ان کے لیے سفر توڑنا باقاعدہ اتر کر، زمین پر کھڑے ہوکر پڑھنا، چلتی سواری پر نفل درست نہ سمجھنا، یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے، چنانچہ اس حدیث کے بعض الفاظ بھی یہ ہی بتا رہے ہیں، راوی فرماتے ہیں، کہ آپ نے بعض لوگوں کو ڈیرے پر کھڑے ہوئے نفل پڑھتے دیکھ کر یہ فرمایا۔ حالت بھی سفر کی تھی، سفر بھی حج کا تھا، راستہ بہت تھا جلد پہنچنا تھا۔ ان حضرات کے اس طریقہ عمل سے سفر میں دشواری ہوتی تھی، اس لئے آپ نے یہ فرمایا لہٰذا یہ حدیث نہ تو دوسری احادیث کے خلاف ہے، نہ خود حضرت ابن عمر کی دوسری روایتوں کے مخالف۔ حدیث میں مقابلہ پیدا نہ کرو بلکہ موافقت کی کوشش کرو۔

چھٹے یہ کہ تمہاری اس حدیث میں بھی سفر میں نفل پڑھنے کی ممانعت نہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف قیاس فرما کر یہ فرمایا کہ اگر نفل کا ایسا اہتمام ضروری ہوتا، تو نماز فرض ہی پوری کیوں نہ پڑھی جاتی۔

اعتراض ۲: جب سفر میں فرض نماز ہی بجائے چار کے دو رکعت ہوگئی تو سنت و نفل تو فرض سے درجہ میں کم ہیں۔ چاہئے کہ وہ بھی یا تو بجائے چار کے دو ہو جاویں یا بالکل معاف ہو جاویں:

جواب: الحمدللہ کہ آپ قیاس کے قائل ہو گئے کہ سنت کو فرض پر قیاس کرنے لگے۔لیکن جیسے آپ ویسا آپ کا قیاس۔بہتر تھا کہ مجتہدین ائمہ کی تقلید کر لی ہوتی تا کہ آپ کو ایسے قیاسات نہ کرنے پڑتے۔ جناب سنت و نفل کو فرض پر قیاس نہیں کر سکتے،فرض نماز میں صرف دو رکعتیں بھری پڑی جاتی ہیں (یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ ملائی جاتی ہے) باقی خالی (یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورہ نہیں ملائی جاتی)۔مگر سنت و نفل کی چاروں رکعت بھری ہیں،فرمایئے۔ وہاں سنت و نفل فرض کی طرح کیوں نہ ہوئیں۔ وہاں بھی کہہ دو کہ جب فرض میں دو رکعت خالی ہیں تو چاہئے سنتیں و نفل کی چاروں رکعت خالی ہوں۔ جمعہ کی نماز میں فرض نماز بجائے چار کے دو رکعت ہو جاتی ہیں،مگر سنتیں بجائے گھٹنے کے بڑھ جاتی ہیں، کہ بعد فرض جمعہ چار سنتیں مؤکدہ ہیں، چاہئے کہ وہاں بھی یہ ہی قیاس کرو کہ جب جمعہ کے فرض بجائے چار کے دو رہ گئے تو چاہئے کہ جمعہ کے بعد کی سنتیں بجائے دو کے ایک رکعت ہی رہ جاوے سنت و نفل میں قصر نہ ہونے کی وجہ سے۔ہم پہلی فصل کی عقلی دلیلوں میں عرض کر چکے کہ مسافر کو سنت کے لئے سفر توڑنا نہیں پڑتا۔سواری پر ہی پڑھ سکتا ہے۔اس لئے ان میں قصر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

نوٹ ضروری: یہ جو کہا گیا کہ نفل و سنت سواری پر پڑھی جا سکتی ہیں،سواری کا رخ کدھر ہی ہو، یہ مسافر کے لئے راستہ طے کرنے کی حالت میں ہے،جبکہ وہ جنگل میں ہو۔شہر میں یا کسی جگہ ٹھہرنے کی حالت کا یہ حکم نہیں۔اگر مسافر کسی بستی میں دو چار دن کے لئے ٹھہرا ہوا ہو تو سنت و نفل بھی فرض کی طرح تمام شرائط و ارکان کے ساتھ ادا کرے گا۔غیر مقلدو ہابیوں کے نزدیک مسافر خواہ راستہ طے کر رہا ہو یا کہیں دو چار دن کے لئے ٹھہرا ہوا ہو سنت و نفل نہ پڑھے۔

اعتراض ۳: حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، جب رب تعالیٰ نے سفر میں اپنی فرض نماز میں رعایت کر دی تو چاہئے کہ حضور بھی اپنی سنتوں میں کمی کر دیں۔سنت کا اسی طرح رہنا حضور کی رحمت کے خلاف ہے۔

جواب: جی ہاں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالمین ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنتیں کم نہ فرمائیں۔نماز رحمت ہے بوجھ نہیں۔شاید وہابیوں کے نفس پر نماز بوجھ ہوگی۔اس لئے انہیں ایسے سوالات سوجھتے ہیں۔ جناب اللہ کے فرض مومن کے بالغ ہونے پر لگتے ہیں،اور مرنے سے پہلے چھوڑ دیتے ہیں مگر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت اور کسی حالت میں مومن کا ساتھ نہیں چھوڑتی،مومن سنت رسول کی آغوش میں پیدا ہوتا ہے۔سنت کے سایہ میں پرورش پاتا

ہے،سنت کے دامن میں مرتا ہے اور انشاء اللہ سنت والے محبوب ﷺ کی پشت پناہی میں قیامت میں اٹھے گا، دیکھو ختنہ،عقیقہ، بچے کو دو سال تک دودھ پلانا سنت ہی تو ہیں، پھر مرتے وقت وضو، کعبہ کو رخ ہونا، مرد کا کفن تین کپڑے عورت کا کفن پانچ کپڑے یہ سب سنتیں ہی ہیں، اس لئے ہمارا نام اہل فرض یا اہل واجب نہیں اہل سنت ہے، ہمارے حضور کی سنت رحمت ہے، بوجھ نہیں رحمت کا کم نہ ہونا ہی اچھا۔رب تعالیٰ مالک الملک ہے، جب چاہے جتنی چاہئے رحمت دے،اس کی رحمت یکساں نہیں ہوتی،کبھی کم کبھی زیادہ،ایسے ہی فرض نماز مقیم کے لئے پوری مسافر کے لئے آدھی۔